

## مباحثہ و مکالمہ

مولانا محمد رفیق شنواری<sup>1</sup>

# چند جدید عالمی مسائل۔ فقہی تراث کا تجزیاتی مطالعہ

ہم نے مدرسہ ڈسکورسز کی کلاس میں ”جرائم زنا“ کی مابہیت اور تعریف نیز بنیاد فراہم کرنے والے مفروضوں کا تجزیہ کرنا تھا جس کے لیے ڈاکٹر سعدیہ یعقوب صاحبہ نے امام سرخی کی کتاب المبسوط کے کچھ صفحات (جلد نہم ص ۵۲-۵۵) کا انتخاب کیا تھا۔ پہلے ہم نے اس بنیادی سوال کا تعین کیا جس کا امام سرخی ان صفحات میں جواب دینے کی کوشش کر رہے ہیں۔ کیوں کہ تراث جس مقصد کے لیے پڑھائی جا رہی ہے، اگر وہ مقصدی سوال سامنے نہ ہو تو سمجھنے کے جتن کا کیا معنی؟ اس کے بعد اس منتخب حصے کو کئی مناسب حصوں میں تقسیم کیا گیا۔ یہ حصہ محض کئی مسائل کی تصویر اور تکلیف پر مشتمل تھا، جس سے ہمیں مسئلہ زیر بحث میں خفی اور شافعی نقطہ ہائے نظر کا اس قدر دل چسپ تقاضی انداز میں پتہ چلا کہ اس اختلاف کے اسباب معلوم کرنے کا ایک فطری تجسس محسوس ہوا۔ اس کے بعد اگلا حصہ اسی اختلاف کے اسباب سمجھنے اور جزوی دلائل پر نظر ڈالنے کا تھا۔ اس کے بعد والا حصہ اس بحث کے لیے بنیادی کردار فراہم کرنے والے فقہی اصول یا بنیادی مفروضوں کی نشاندہی سے متعلق تھا۔ اور آخر میں بنیادی اصول یا مفروضوں، جن پر خفی یا شافعی نقطہ نظر کھڑا ہے، کی دریافت اور پھر ان پر قائم جزئیات کی regulation کے بعد اس بحث کے نئے مسائل پر انطباق اور توسعہ کا کام تھا، جس کے لیے اس نشست کا آخری حصہ مقرر تھا۔ اب ہم آتے ہیں ان تمام نشتوں میں سامنے آنے والی بحث کی تجزیص کی جانب، جو اس طریقہ کار کا ایک عملی تجربہ رہا۔

۱۔ بنیادی سوال کا تعین: خاندانی نظام اور اس میں میاں بیوی کے حقوق اور ذمہ داریوں سے متعلق تحریک فیمینیزم کے نتیجے میں بعض فقہی احکام سے متعلق تبدیلی یا عملی طور پر سستی اور ذہول کے رجحانات پیدا ہو رہے ہیں۔ بالخصوص مغربی دنیا میں، قدیم فقہ اور جدید مباحثت کے تقابلی اور تنقیدی مطالعے کی روشنی میں ان رجحانات کا جائزہ لینا تھا، کہ کس حد تک قابل قبول یا ناقابل قبول ہو سکتے ہیں اور ان کی بنیاد کیا ہو گی؟ اس

1۔ ایل ایل ایم اسکالر، شریعہ ایڈلاء، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

مقصد کیلئے اولاد میاں بیوی کے تعلقات کی بنیاد، بالخصوص جنسی تعلقات کی فقہی و قانونی مابہیت، سمجھنا تھا۔ اسی طرح ان تعلقات کی Nature کا دراک کرنے اور پرے عالمی نظام کے مراجع کی تفہیم کے بعد نئے مسائل پر غور و فکر کا عمل آسان ہو سکتا ہے۔ میاں بیوی کے جنسی تعلقات کی مابہیت کی تحقیق زیادہ جامعیت کے ساتھ سمجھنے میں امام سرخی کی کتاب المبسوط کے حدود کے مسائل میں آنے والی ایک بحث، جو جنسی تعلق کے اندر مرد عورت کے کردار کا تعین کرتی ہے، سے ملتی تھی اس لئے اس حصے کو منتخب کیا گیا۔ اس دوران مرکزی توجہ قدیم فقه میں بیوی کو ادا ہونے والے مہر کے بدله میں خاوند کو اس پر حاصل ہونے والے تصور "ملکیت" پر اور زنا کا جرم سرزد ہونے کے دوران عورت کی جانب سے مرد کو ملنے والے "تمکین" کے تصور پر رہی، کہ ان کے مفہوم اور اطلاقات کیا ہیں؟

۲۔ متعلقہ فقہی جزئیات کی تکمیل: اس دوران توجہ سرخی کی گفتگو کے ترجیح کے بجائے اس کے ذکر کردہ فروعی مسائل کو اصولی اور تعمیدی (قاعدہ کی شکل دینا) صورت دینے پر رہی۔ ایسے بنیادی مسائل کچھ یوں تھے:

۱- اگر "اہلیت" رکھنے والا مرد "اہلیت" رکھنے والی خاتون کو زنا کے ارتکاب پر مجبور کرے۔ تو مرد کو سزا ہوگی، اور عورت کو سزا نہیں

۲- اگر "اہلیت" رکھنے والا مرد "اہلیت" نہ رکھنے والی خاتون کو زنا کے ارتکاب پر مجبور کرے۔ مرد کو سزا ہوگی، اور عورت کو سزا نہیں

۳- اگر "غیر مکلف" مرد "مکلف" عورت کو زنا پر مجبور کرے (مثلاً پاگل مرد کسی خاتون سے زبردستی زنا کرے)۔ مرد و عورت دونوں کو سزا نہیں ہوگی۔

۴- اگر "مکلف" خاتون کسی "غیر مکلف" مرد سے زنا کا ارتکاب کرے (مثلاً بچے یا پاگل مرد سے)۔ مرد کو سزا نہیں ہوگی اور عورت کو بھی مرد کے فعل زنا کے "نامکل" ہونے کی وجہ سے سزا نہیں ہوگی۔

۳۔ فروعی مسائل کی تقلیل: یہاں فقہی مسائل میں بنیادی اور اصولی کردار ادا کرنے والی اصطلاحات پر توجہ رہی: مثلاً: اہلیت، تمکین اور مرد کے فعل مکمل ہونا۔ حد کی سزا صرف مکلف پر ہی نافذ ہوگی۔ نیز زنا کا جرم تب مستوجب حد ہو گا جب مرد کا فعل مکمل ہو۔ اس کے علاوہ خاتون پر تب حد جاری ہو گی جب اس کی جانب سے جرم زنا کے دوران تمکین بھی پائی جائے اور وہ خود مرد کو اپنا آپ اس عمل کیلئے پیش بھی کرے۔ اگر ایسا نہ ہو اور اس کے ساتھ یہ فعل زبردستی کیا جائے تو سمجھا جائے گا کہ اس خاتون کی جانب سے تمکین کا عصر نہیں پایا گیا لہذا وہ مستوجب حد نہیں۔

پہلی صورت میں مرد کو سزا اس لئے ہو رہی ہے کہ اس کے اندر تکلیف یعنی شرعی احکام کی تنفیذ کیلئے ”اہلیت“ پائی جاتی ہے، اور اس کی طرف سے جرم سزا کا صدور بھی مکمل طور پر ہوا ہے۔ اور خاتون کو سزا اس لئے نہیں ہو گی کہ جرم سزا کو خاتون کے حق میں مستوجب حد قرار دینے کیلئے اس کی جانب سے ”تمکین“ یعنی مرد کیلئے خود کو اس عمل زنا کیلئے پیش کرنا، بوجہ اگر وہ نہیں پایا جاتا۔ مختصر ایہ کہ جرم زنا تاب مستوجب حد ہوتا ہے جب دونوں مکلف بھی ہو اور عورت کی جانب سے تمکین کا عصر بھی پایا جائے۔ اور یہاں مرد میں اہلیت تو ہے مگر عورت کے اندر تمکین نہیں اس لئے مرد کو سزا ہو گی اور عورت کو نہیں۔

دوسری صورت میں مرد کو سزا ہو گی کیوں کہ وہ مکلف بھی ہے اور اور اس کا جرم زنا مکمل بھی ہے۔ مگر خاتون کو سزا نہیں ہو گی کیوں کہ اس کے اندر اہلیت نہیں پائی جاتی۔ خاتون کا غیر مکلف یا بچی ہونے کی بنیاد پر یہ نہیں کہا جاسکتا کہ فعل زنا کا محل نہیں لہذا مرد کا فعل تام مکمل نہیں اور وہ بھی مستوجب سزا نہیں۔ تیسری صورت میں مرد کو اس لئے سزا نہیں ہو گی کہ وہ غیر مکلف ہے۔ اور عورت کو اس لئے سزا نہیں ہو گی کہ اس کی جانب سے تمکین کا عصر نہیں پایا جاتا۔

آخری صورت میں مرد و عورت میں سے کسی کو سزا نہیں ہو گی۔ کیوں کہ مرد غیر مکلف ہے۔ اور عورت کو اس لئے سزا نہیں ہو گی کہ غیر مکلف ہونے کی بنیاد پر جب مرد کا فعل زنا نامکمل ہوا تو اس کی اتباع میں خاتون کا فعل بھی نامکمل ہے اور نامکمل جرم پر حد جاری نہیں ہوتی۔

۲۔ مختلف اصولوں / مفروضات کی تفہیم و تشریح : یہاں چوتھا جزئیہ احناف اور شافعیہ کے درمیان مختلف فیہ ہے کہ شافعیہ کے یہاں خاتون کو سزا ہو گی۔ ان کے یہاں اصول یہ ہے کہ مرد و عورت دونوں کا فعل ایک دوسرے پر موقف یا ایک کا فعل دوسرے کیلئے تابع نہیں۔ بلکہ ہر ایک کے فعل کو مستقل حیثیت سے دیکھا جائے گا۔ یہاں عورت کا فعل اپنی تمام شرعاً کر کھتا ہے تو خاتون کو سزا ہو گی اگرچہ مرد پر غیر مکلف ہونے کی وجہ سے سزا کا نفاذ نہیں ہو رہا۔ اس کے بر عکس احناف کا اصول یہ ہے کہ زنا کے اندر عورت کو صرف ”تمکین“ کی بنیاد پر سزا نہیں دی جاتی، بلکہ مرد کا ”اہل“ ہونا بھی ضروری ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ احناف کے یہاں زنا کے اندر مرد کا فعل اصل ہے اور خاتون محض اس فعل کا محل ہے؛ لہذا اگر اصل یعنی مرد کو سزا نہیں ہو رہی تو عورت پر بھی حد نافذ نہیں ہو گی۔ جب کہ شافعیہ کے یہاں عورت کو سزا ہونے کی ایک بنیادی شرط یعنی ”تمکین“ پائی جاتی ہے تو سزا ہو گی۔ تیسری بات یہ کہ شافعیہ آیت قرآنیہ کا حوالہ دیتے ہیں کہ جس میں مرد اور عورت کو دونوں مستقل طور پر زنا کرنے والا / والی کہا گیا ہے۔ لہذا دونوں کا فعل مستقل اور ایک دوسرے کیلئے تابع نہیں۔ تو اس بنیاد پر جس کا فعل اپنی تماشراطئے کے ساتھ متحقق ہو تو اس کو سزا ہو گی، اگرچہ دوسرے کو

کسی بھی شرط کے نہ ہونے کی وجہ سے سزا ہو رہی ہو۔

بعض اہل علم نے قرآن کے ظاہر کو دیکھتے ہوئے حنفی پوزیشن کو شافعی مواقف کے مقابلے میں مرجوح قرار دیا ہے۔ مگر ہماری دانستہ نتاوں کے مطابق حنفی موقف دیگر مقامات میں اختیار کئے گئے موقف کے ساتھ ہم آہنگ اور مکمل ہے۔ عقدِ نکاح کے بعد میاں یہوی کو ایک دوسرے کے جسم پر حاصل ہونے والے افعال کا جو جواز ثابت ہو جاتا ہے اس کی توجیہ حنفی فقہ کے اعتبار سے یہ ہے کہ مرد مہر کی ادائیگی کے بعد عورت کے جسم سے جنسی فوائد (استمنار) کا بایس طور مالک ہو جاتا ہے کہ وہ فوائد کی استمنار تب تک اسی مرد کیلئے خاص ہوں گے جب تک عقدِ نکاح قائم ہوں۔ جب کہ شافعیہ کے یہاں مہر کی ادائیگی کے بعد مرد عورت کے جسم کا مالک بن جاتا ہے۔ (اور شاید اسی لئے ان کے یہاں عقدِ نکاح لفظی بیجے ساتھ بھی منعقد ہو جاتا ہے)۔ اب جرم زنا کی تکلیف کے وقت اختیار کئے گئے موقف اور یہاں کے موقف کا تقابل کیا جائے تو حنفی پوزیشن میں تکامل کا غصر پایا جاتا ہے۔ کیوں کہ وہاں ان کا موقف یہ تھا کہ مرد کا فعل "اصل" ہے۔ تو "اصل" ہونے کا تقاضا یہی ہے کہ یوقوت نکاح جائز تعلق کیلئے "مالک" بھی بنے۔ تو جیسا کہ ملاحظہ کیا گیا کہ ایک ہی "تعلق" کی وجہ ناجائز و ناجائز صور توں میں اختیار کئے جانے والے دونوں موقف میں ایک گونہ یکمائیت اور تکامل کا پہلو محسوس ہوتا ہے۔ جب کہ شافعیہ کے دونوں مسائل میں اختیار کئے گئے موقف میں اگرچہ قضاہ محسوس نہیں ہوتا مگر ہم آہنگ یا تکامل کا غصر بھی نہیں پایا جاتا۔ کیوں کہ زنا کے مسئلے میں ان کا کہنا ہے کہ مرد و عورت میں ہر دو کا فعل مستقل اور ایک دوسرے کے فعل پر موقف یافت نہیں۔ مگر نکاح کے وقت مرد اس کا مالک بن جاتا ہے۔ اب اگر ایک جانب ناجائز تعلق۔ میں ایک چیز از خود مستقل طور پر اپنا وجود اور احکام کے بناء کی صلاحیت رکھتا ہے۔ تو اسی فعل کی جائز صورت یعنی نکاح کے وقت اس کو ملک بنا نے کا کیا نفع ہو سکتا ہے۔ ہم دوبارہ عرض کریں کہ یہاں اس قسم کا تکامل قطعیت کے ساتھ ایک موقف کو درست اور دوسرے کو غلط قرار دینے کیلئے اگر بنیاد نہیں تو legal reasoning کیلئے ایک وجہ ترجیح ضرور ہو سکتی ہے۔

۵۔ جدید مسائل کی تشارندہی: پہلی بحث کے دوران حنفی و شافعی ہر دو مواقف کے کئی اور اصولوں کی بات بھی آگئی تھی۔ مثلاً احتلاف کا زنا کے اندر مرد کے فعل کو اصل اور عورت کے فعل کو تابع قرار دے کر حد کے نفاذ کو کو مزید مشکل بنادیئے کی پوزیشن کی بنیاد اسی مفروضے پر ہے کہ احتلاف امکان کی حد تک حدود سزاوں کے نفاذ کو روکنا چاہتے ہیں جس کی بنیاد اس مشہور کلیے پر ہے کہ "إدرء والحدود بال شبّيات"۔ اس پوری بحث کو کلامیکی فقہ کی روشنی میں دیکھنے کے بعد ہمارے سامنے ایک سوال یہ آتا ہے کہ عورت پر بچے کو دودھ پلاتا لازم نہیں۔ مرد اس کیلئے باقاعدہ رقم کی ادائیگی کر کے کسی دایا کا بندوبست بھی کر سکتا ہے، یا اگر یہوی رقم کی ادائیگی کا مطالہ کرے

تب بھی درست ہے۔ اس سے بظاہر یہی ذہن میں آتا ہے کہ عورت اپنے جسم کے کسی حصے کو تجھ سکھنی ہے بالکل اسی طرح جس طرح مہر کو وصول کر کے اپنے خاوند کو اپنے جسم سے استیاع کا مالک بنادیا۔ اب مغربی دنیا میں باقاعدہ Milk Banks بننے ہوئے ہیں جہاں خواتین اپنے سینوں سے دودھ نکال کر مختلف کپیوں کو تجھ دیتی ہیں اور وہ کپیاں آگے خریداروں کو تجھ دیتی ہیں۔ تو باقاعدہ ان کپیوں کا قیام شرعاً کیا ہے نیز رضاعت وغیرہ مسائل کے حوالے سے کیا ممکنہ اقدامات کئے جاسکتے ہیں؟ دوسرا سوال جو تحریک فیمینیزم اور مغربی دنیا سے زیادہ متعلق تھا جہاں خواتین کے حقوق کی خاطر کچھ شرعی و فقہی احکام سے روگردانی کی جاتی ہے۔ کہ کلائیک فقد میں جو مرد کے خاتون کے جسم یا اس کے جسم سے حاصل ہونے والے جنسی فوائد کا مالک بنتا ہے تو اس ملکیت کے تصور کی معنویت کیا ہے، بالخصوص اس دنیا میں جہاں مرد اور عورت کی برابری کی بات نہایت زور و شور سے کی جاتی ہے۔ کیا ہم ملکیت کے اس تصور کو کسی دوسرے مناسب اصطلاح سے تبدیل کر سکتے ہیں؟ یا یہ اصطلاح ناقابل تبدیلی ہے اور اصل ضرورت اس کی درست تفہیم و تشریح کی ہے۔ اس سوال پر کھل کر گفتگو کی گئی اور ہر شرکیٹ کورس کو مکمل اپنی رائے کے اظہار کا موقع دیا گیا۔

## دیار مغرب کے مسلمان مسائل، ذمہ داریاں، لائحہ عمل

خطبات و نگارشات: مولانا ابو عمار زاہد الراشدی

ترتیب و تدوین: محمد عمار خان ناصر / محمد یونس قاسمی

[صفحات: ۲۶۳]

ناشر: اقبال انٹر نیشنل انٹرنسٹی ٹیوٹ فار ریسرچ اینڈ ڈیسیلگ، اسلام آباد

051-9262262